قرآن اور عائلی زندگی

An Analysis of Married Life in the Holy Quran

عفیفہ رشید*
سید نعیم بادشاہ بخاری**

Abstract

In Islam, marriage has been declared as the way of the Prophet peace be upon him. The Holy Quran has motivated the believer to do nikah / marriage in various forms. Islam has declared marriage a basic conditions for a pious society and has termed it an obligation in normal circumstances. According to Quran, the purpose of marriage is spiritual and ethical piety and safety. Quran has declared nikah as a hisn which means a (safe) castle. The objective of a castle is protection and a wife and husband are the protectors of each others. If the purpose of protection is not attained, the purpose of nikah can not be attained. There are many verses in the Quran which have expressly stated the objective of nikah. One of the objectives of nikah is the establishment of a divine relationship between the spouses. There is the relationship of love and mercy between them which lasts till the end of their lives.

Islam is a complete code of life which provides guidance for all walks of life. Like other systems, it has provided a comprehensive code for family life which is free from imbalance and is in perfect harmony with human nature. The Islamic system of marriage is organized consisting of rules and regulations about marriage, khul'a, lia'an etc. This system is the basis of social collectivity and if it is properly organized, society is usually safe from moral disturbance and corruption.

....

* ایم فل اسکالر، شعبہ اسلامیات، زرعی یونیورسٹی پشاور

** سپروائزر / چیئرمین، شعبہ اسلامیات، زرعی یونیورسٹی پشاور

تمہید

اسلام میں نکاح کو سنت نبوی سے تعبیر کیا ہے اور قرآن مجید میں نکاح کی ترغیب مختلف انداز میں دی ہے اور اسلام نے نکاح کو صالح معاشرے کے لئے بہت ضروری قرار دیا ہے اور عام حالات میں نکاح کو لازمی قرار دیا ہے۔

نکاح کا مقصد قرآن کی رو سے عفت و عصمت اور اخلاق کی حفاظت بھی ہے۔ قرآن مجید نے نکاح کو حصن فرمایا ہے۔ اور حصن قلعہ کو کہتے ہیں۔ قلعہ کا مقصد حفاظت ہی ہوتا ہے ایسا ہی نکاح میں بھی زوجین ایک دوسرے کے محافظ ہوتے ہیں۔ اگر یہ نتیجہ حاصل نہ رہا تو نکاح کا مقصد ہی پورا نہ ہوا۔ قرآن مجید کی متعدد آیات میں نکاح کے مقصد کو واضح کیا گیا۔ محصنین غیر مسفحین سے تعبیر کیا گیا ہے۔

نکاح ایک مقدس رشتہ ہے:

نکاح کا ایک مقصد یہ ہے کہ زوجین کے درمیان ایک مقدس رشتہ الفت و محبت قائم ہو جائے۔ اور عمر بھر مودت ورحمت اور شفقت والفت کے رشتے میں بندھے رہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيرًا وَنِسَاء وَاتَّقُواْ اللَّهَ الَّذِي تَسَاءلُونَ بِهِ وَالأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا۔[1]

دین اسلام جامع دین ہے جو عقائد، عبادات، معاملات، اخلاقیات اور معاشرتے کے مجموعے کا نام ہے۔

زندگی کا کوئی مسئلہ کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے بارے میں اسلام نے مکمل رہنمائی نہ کی ہو۔

باقی نظاموں کی طرح اس کے عائلی نظام بھی ایک جامع اور مربوط نظام ہے۔ جو افراط اور تفریط سے مبرا ہے اور اس کے احکام عین فطرت کے موافق ہیں۔ جیسا کہ ذاکر خالد علوی لکھتے ہیں:

"اسلام کا ادارہ ازدواج ایک مرتب نظام ہے اس میں نکاح، طلاق، خلع کا اظہار اور لعان وغیرہ شامل ہیں۔ اس کی ہر ایک شق انسانی مزاج اور اس کی ذہن کے عین مطابق ہے۔ یہ ادارہ انسانی اجتماعیہ کی بنیاد ہے۔ اگر اس کی تنظیم صحیح طریق پر ہو تو یوں سمجھئے کہ کوئی معاشرتی فساد رونما نہیں ہو گا"۔[2]

اسی طرح ڈاکٹر اسرار احمد اسلام کے عائلی زندگی پر ایک جاندار تبصرہ کرتے ہیں:

"قرآن حکیم میں سب سے پہلے اور سب سے زیادہ تفصیل کے ساتھ جو احکام دیے گئے ہیں وہ خاندانی نظام اور عائلی معاملات ہی سے متعلق ہیں۔ اس لیے کہ انسانی تمدن کی جڑ اور بنیاد یہی ہے۔ یہاں سے خاندان بنتا ہے اور خاندانوں کے اجتماع کا نام معاشرہ ہے۔ پاکستانی معاشرے کی مثال لے لیجیے۔ اگر ہماری آبادی اس وقت چودہ کروڑ ہے اور آپ ایک خاندان کے ساتھ افراد شمار کر لیں تو ہمارا معاشرہ دو کروڑ خاندانوں پر مشتمل ہے۔ خاندان کا ادارہ مستحکم ہو گا تو معاشرہ مستحکم ہو جائے گا۔ خاندان کے ادارے میں صلاح اور فلاح ہو گی تو معاشرے میں بھی صلاح وفلاح نظر آئے گی۔ اگر خاندان کے ادارے میں فساد، بے چینی، ظلم اور ناانصافی ہو گی، میاں اور بیوی میں جھگڑے ہو رہے ہوں گے تو پھر وہاں اولاد کی تربیت صحیح نہیں ہو سکتی، ان کی تربیت میں یہ منفی چیزیں شامل ہو جائیں گے اور اسی کا عکس پورے معاشرے پر پڑے گا۔ چنانچہ خاندانی ادارے کی اصلاح اور اس کے استحکام کے لیے قرآن مجید میں بڑی تفصیل سے احکام دیے گئے ہیں، جنہیں عائلی قوانین کہا جاتا ہے۔[3]

مرد اور عورت اسلام کی نظر میں:

مذاہب عالم کا اگر مطالعہ کیا جائے چاہے الہامی ہیں یا غیر الہامی سب میں مرد اور عورت کے رتبے اور مرتبے میں کافی فرق رکھا۔ اور تمام مذاہب عدم مساوات کے قائل ہیں۔ بلکہ بعض مذاہب میں تو عورت کی حیثیت بہائم سے بھی کمتر ہے۔ لیکن اس نے مرد اور عورت کو اعمال صالحہ کی بنیاد پر مساوات اور برابری کا درجہ دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ [4]

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمھیں پیدا کیا ایک مرد اور ایک عورت سے اور تمھیں قوموں اور قبیلوں کی شکل میں تقسیم کیا تا کہ باہم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ یقیناً اللہ کے ہاں تم میں سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ (خدا ترس اور) پرہیز گار ہے۔ یقیناً اللہ (سب کچھ) جاننے والا (اور) باخبر ہے۔

عیسائیت اور یہودیت میں عورت کو ہی گناہ کا مأخذ اور منبع تصور کرتے ہیں اور تمام برائیوں کی جڑ عورت کو گردانتے ہیں۔ مگر اسلام میں یہ بات واضح ہے کہ حضرت آدم اور حوا علیہ السلام سے جو غلطی ہوئی تھی اس کے بارے میں مذکور ہے کہ دونوں توبہ کی اور اللہ تعالیٰ نے دونوں کی توبہ قبول فرما کر ارشاد فرمایا؛

" وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ۔ فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَن تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُل لَّكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِينٌ"[5]

ترجمہ: اور اس (شیطان) نے قسمیں کھا کر ان کو یقین دلایا کہ میں آپ دونوں کا بہت ہی خیر خواہ ہوں۔ تو اس نے دھوکہ دے کر انہیں مائل کر ہی لیا۔ جب ان دونوں نے درخت (کے پھل) کو چکھا تو دونوں کا بدن ایک دوسرے کے روبرو بے پردہ ہو گیا اور وہ دونوں اپنے اوپر جنت کے (درختوں کے) پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے اور اب ان دونوں کے رب نے ان کو پکارا؛ کیا میں نے تم دونوں کو اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور کیا میں نے تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دونوں کو مخاطب کیا ہے۔ دونوں میں برابری ہے۔

اسلام میں عورت کے حقوق:

اسلام نے پہلے معاشروں کی طرح عورت کے حقوق کو پامال نہیں کیا بلکہ ان کو عزت تکریم سے نوازا۔ اس کے مقام کو بلند کیا۔ ایسے حقوق دیئے جس کا تصور اور معاشروں اور ادیان میں کہی بھی نہیں ہے۔ اس کی وضاحت عبد القادر اپنی کتاب اسلام کا فوجداری قانون میں یوں کرتے ہیں؛

"شریعت اسلامیہ نے عورت و مرد کے درمیان یہ مساوات آج سے تیرہ صدی قبل قائم کر دی تھی جب دنیا حقوق یا فرائض میں عورت و مرد کے درمیان مساوات قائم کرنے کے لیے تیار نہ تھی۔ اس لیے یہ کہنا درست نہ ہو گا کہ سوسائٹی کی ضرورت اس مساوات کا محرک ہی ہے بلکہ اصل محرک یہ ضرورت ہے کہ شریعت اسلامیہ کی ان تمام اصولوں اور نظریات کے ساتھ تکمیل کر دی جائے جو اس کے کمال اور دوام کے

لیے ناگزیر ہے۔ عورت اور مرد کے درمیان مساوات قائم کر کے شریعت اسلامیہ نے جس رفعت کا مظاہرہ کیا ہے اس کا اندازہ ہمیں اس وقت ہوتا ہے جب ہمارے سامنے یہ حقیقت آتی ہے کہ جدید قوانین میں عورت مرد کی مساوات کا تصور انیسویں صدی میں قابل قبول ہوا ہے اور آج بھی بعض قوانین میں عورتوں کو اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنے مخصوص معاملات میں بغیر اپنے شوہر کی اجازت کے کوئی تصرف کر سکیں۔[6]

اسلام میں شادی کی اہمیت:

مذاہب عالم میں شادی کو ایک غیر مستحسن اور غیر ضروری عمل قرار دیا ہے بلکہ روحانی ترقی میں شادی کو مانع اور حائل سمجھتے ہیں اور ان مذاہب میں تجرد کی زندگی کو اعلیٰ اور ارفع زندگی تصور کرتے ہیں لیکن اسلام نے شادی کو تکمیل ایمان قرار دیا۔ اور معاشرے کی فلاح وبقا میں اس کو ایک اہم جزو قرار دیا ہے۔ اور جابجا شادی اور نکاح کی ترغیب دی ہے۔ ان کے فضائل بیان کئے ہیں۔ اداب شہریت میں محمد عبد الرحمن لکھتے ہیں:

"اسلام سے پہلے بعض مذاہب نے عورت و مرد کے ازدواجی تعلق کو اخلاقی اور روحانی ترقی کے لیے مانع قرار دیا۔ اسلام نے اس نظریے کو قبول نہیں کیا اور بتایا کہ اخلاق وروح کی بالیدگی جس قدر مجرد کے ساتھ ممکن ہے اس سے کہیں زیادہ ازدواجی تعلق میں ممکن ہے۔ اخلاق تو نام ہی حسن معاملہ اور حسن سلوک کا ہے۔ اگر کسی کا شوہر نہ ہو، کسی کی بیوی نہ ہو، کسی کا باپ نہ ہو، کسی کی ماں نہ ہو، کسی کے بھائی نہ ہوں اور کسی کی بہن نہ ہو اور نہ کسی سے رشتہ ناطہ ہو تو اس پر دنیا کی کیا ذمہ داریاں عائد ہو سکتی ہیں اور پاکیزہ اخلاق کی تکمیل کے لیے اسے کون سے فطری مواقع مل سکتے ہیں۔ اسلام نے نکاح کو صاحب استطاعت مرد وعورت کے لیے بہتر اور خیر وبرکت کا سبب بتایا ہے"۔[7]

اسلام نے نکاح کو بہت زیادہ اہمیت دیت ہے اور بلکہ اس کو لازم قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ "،[8]

تم میں سے جو (مرد وعورت) بے نکاح ہوں ان کا نکاح کر دو، اور اپنے نیک بخت غلاموں اور لونڈیوں کا بھی۔ اگر وہ مفلس بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی بنا دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کشادگی والا علم والا ہے۔

اس آیت میں غیر شادی شدہ افراد کو شادی کا حکم دیا گیا ہے اور الایامی سے مراد ہر وہ مرد اور عورت ہے جو بے نکاح ہو۔ جیسا کہ اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں؛

"احرار میں جو بے نکاح ہوں، خواہ مرد خواہ عورت اور خواہ ابھی نکاح ہی نہ ہوا ہو یا وفات یا طلاق سے اب تجرد ہو گیا ہو، تم ان کا نکاح کر دو اور اس طرح تمہارے غلام اور لونڈیاں ہیں جو نکاح کے لائق ہوں یعنی حقوقِ زوجیت ادا کر سکے ان کا بھی نکاح کر دیا کرو اور محض اپنی مصلحت کے خیال سے، باوجود غلام ولونڈیوں کی ضرورت ہونے کے ان کی مصلحت کو فوت مت کیا کرو۔[9]

یہی حکم احادیث میں بھی جابجا ملتا ہے کہ قدرت رکھنے والے حضرات نکاح کرے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"یامعشر الشباب من استطاع البا ء ة فلیتزوج فانه اغض للبصر واحصن للفرج"۔[10]

ترجمہ: اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شخص نکاح کرنے کی طاقت رکھے تو اس کو چاہیئے کہ وہ نکاح کرے کیونکہ نکاح کرنا انسان کی نظر کو (گناہوں سے) باز رکھتا ہے اور شرم گاہ کی حفاظت کرتا ہے۔

اور ایک روایت میں تو اس کو بقائے نسل انسانی کا ذریعہ بتایا ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم"۔[11]

ترجمہ: محبت کرنے والی، زیادہ بچے جننے والی عورت سے تم بیاہ کرو اس لیے کہ میں تمہارے کثرت کی بنا پر سابقہ امتوں کے مقابلہ میں فخر کروں گا۔

یہ بات بالکل متعین ہے کہ صالح معاشرے کے لئے نکاح ایک لازمی اور ضروری عنصر ہے۔ اس کے سبب ہی معاشرہ برائیوں سے پاک ہو سکتا ہے۔ چنانچہ سید ضیاء الدین تحریر کرتے ہیں:

"قرآن وسنت میں ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ کوئی مرد ہو یا عورت اسے نکاح کرنا چاہیئے۔ معاشرہ کی خرابیوں اور ماحول کی گندگیوں سے بچنے کے لیے شادی کرن افضل عمل ہے تاکہ آدمی نکاح کرکے ماحول کی گندگی سے اپنا دامن پاک وصاف رکھے۔ عام حالات میں نکاح کرنا سنت ہے اور مخصوص حالات میں نکاح کرنا واجب ہو جاتا ہے"۔ [12]

انسانی فطرت پر اگر نظر رکھی جائے تو جنسی تسکین بھی اس کے فطرت میں داخل ہے اور یہ ایک دینی ضرورت بھی ہے اور انسان کے تزکیہ نفس اور اخلاق میں ایک اہم کردار نکاح ادا کرتا ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"ارایتم لو وضعها فی حرام اکان علیه فیها وزر؟ فکذالک اذا وضعها فی الحلال کان له اجراً" [13]

تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص حرام طریقے سے شہوت پوری کرے تو اسے گناہ نہیں ہوتا؟ (یقینا ہوتا ہے) لہذا جو شخص حلال طریقے سے اپنی شہوت پوری کرتا ہے تو اسے اجر وثواب سے بھی نوازا جاتا ہے۔

نکاح میں کن کن اوصاف کو دیکھا جاتا ہے:

رشتہ کے انتخاب میں ہر فریق کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ مد مقابل میں بہت ساری خوبیاں ہوں۔ وہ دولت، عزت، علم، شان وشوکت، حسن وجمال حسب ونسب میں سب سے اعلیٰ وارفع ہو۔

اسلام سے پہلے جتنے بھی مذاہب ہے، رشتہ اتنی سبب صرف ظاہری جاہ ومنصب اور ظاہرہ خوبصورتی کو ترجیح دیا کرتے تھے۔ مگر اسلام نے دین داری کو اولین ترجیحات میں شامل کیا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:

"تنکح المرأة لاربع لمالها ولحسبها ولجمالها ولدینها فاظفر بذات الدین تربت یداک"۔ [14]

ترجمہ: عورت سے چار وجوہ پر نکاح کیا جاتا ہے، اس کے مال ودولت یا حسب ونسب یا حسن وجمال یا دین واخلاق کی وجہ سے۔ تمہارے ہاتھ خاک آلودہ ہوں تم دین دار عورت سے کامیابی حاصل کرو۔

اسی طرح ایک جگہ روایت ہے:

"من سعادة ابن ادم: المرأة الصالحة والمسکن الصالح والمرکب الصالح ومن شقوة ابن آدم: المرأة السوء والمسکن السوء والمرکب السوء"۔ [15]

ترجمہ: بنی آدم کی خوش بختی کی علامات یہ ہیں؛ نیک بیوی، کشادہ گھر، اور اچھی سواری۔ اور بنی آدم کی بد بختی کی علامات یہ ہیں؛ بری بیوی، تنگ گھر، اور بری سواری۔

ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے نیک بیوی کو دنیا کی سب سے بڑی نعمت قرار دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛

"الدنيا متاع وخير متاع الدنيا المرءة الصالحة"۔[16]

ترجمہ: دنیا فائدہ کی چیز ہے اور سب سے بہترین فائدہ نیک عورت (بیوی) میں ہے۔

دینداری کا یہ معیاری زوجین دونوں میں مطلوب ہے ایسا نہ ہو کہ لڑکی تو دیندار مگر مرد کا بے دینی اس صورت میں لڑکی کے گمراہ ہونے کے بہت سارے امکانات ہوتے ہیں۔ جیسا کہ تھانویؒ لکھتے ہیں:

"بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کتنی ہی ایسی پاکباز نیک لڑکیاں ہیں جو اپنے ماں باپ کے گھر میں عفت و پاکبازی اور شرافت و دینداری اور حیا و باپردگی میں مثال تھیں، لیکن وہ شادی کے بعد کسی آزاد گھرانے اور آدمن منش فاسق و فاجر کے نکاح میں چلی گئی تو اس کے زیر اثر اس کے بہلانے پھسلانے اور جبر و اکراہ سے آہستہ آہستہ ایسی بے حیا اور آزاد اور بے راہ رو بن گئیں کہ ان کہ یہاں نہ فضائل و مکارم کی کوئی قیمت رہی اور نہ ہی عفت و پاکبازی اور شرافت کی کوئی حیثیت رہی"۔[17]

پیغام نکاح:

مرد کا کسی عورت کو نکاح پیغام دینا بھی جائز ہے اور اس طرح یہ حق عورت کو حاصل ہے کہ کسی مرد کو پیغام نکاح دے سکتی ہے۔ اور یہ دونوں کو حق نصوص شریعت سے ثابت ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُم بِهِ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنتُمْ فِي أَنفُسِكُمْ ۚ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ سَتَذْكُرُونَهُنَّ وَلَٰكِن لَّا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَن تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۚ وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنفُسِكُمْ فَاحْذَرُوهُ ۚ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ "[18]

اور تم پر کچھ گناہ نہیں ہے اگر تم کنایہ باتوں میں عورتوں کو نکاح کا پیغام دو یا (نکاح کی خواہش کی) اپنے دل میں چھپا رکھو۔ اللہ جانتا ہے کہ اب تم ان سے (نکاح کا) ذکر کروگے۔ لیکن ان سے خفیہ طور پر قول و قرار نہ کرنا، مگر (ایام عدت میں) اتنی بات کہو جو شرع میں معروف ہے اور نکاح کا پختہ ارادہ نہ کرنا جب تک لکھا ہوا حکم (عدت) اپنی میعاد کو نہ پہنچ لے۔ اور جان لو کہ اللہ تمہارے دل کی جانتا ہے تو اس سے ڈرو۔ اور جان لو کہ اللہ بخشنے والا حلیم ہے۔

نکاح کا پیغام دیتے وقت بالکل صریح الفاظ کے بجائے اشارہ کنایہ سے بات کرنا زیادہ افضل ہے کیونکہ اشارہ کنایہ سے بات کرنے میں شرم وحیا کا لحاظ رہتا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال ملاحظہ کریں۔

"فیما عرضتم بہ من خطبۃ النساء" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ابن عباسؓ نے فرمایا؛ وہ کہے میرا نکاح کا ارادہ ہے اور میری خواہش ہے کہ مجھے کوئی صالح عورت میسر آجائے۔ قاسم نے فرمایا؛ وہ عورت سے کہے تم میری نظر میں شریف ہو اور میرا میلان تمہاری طرف ہے اور اللہ تمہیں بھلائی پہنچائے گا یا اسی طرح کے جملے۔ عطاء نے فرمایا؛ تعریض وکنایہ سے کہے صاف صاف نہ کہے مثلاً کہے کہ مجھے ضرورت تمہیں بشارت ہو اور تم اللہ کے فضل سے کھڑ ہو اور عورت اس کے جواب میں کہے کہ تمہاری بات میں نے سن لی ہے بصراحت کوئی وعدہ نہ کرے" [19]

عورت کا اپنے آپ کو نکاح کے لئے پیش کرنا:

ایک خاتون کو اسلام نے یہ اجازت دی کہ وہ خود پہل کر کے اپنے آپ کو نکاح کے پیش کر سکتی ہے۔

اسلام میں منگنی کا تصور:

شادی سے قبل دو خاندانوں کا کسی رشتہ پہ راضی ہونا منگنی کہلاتا ہے۔ اسلام سے پہلے یہ طریقہ رائج تھا۔ اسلام میں بھی اس کی ممانعت نہیں بشرطیکہ شرعی حدود میں ہو۔

منگنی کی انگوٹھی:

اسلام میں انگوٹھی پہنانا کوئی ضروری نہیں۔ اگر محبت وتعلقات بڑھانے کے لئے ہو تو جائز ہے بشرطیکہ اور ممنوع چیزیں نہ ہو۔

منگنی کے موقع پر مٹھائی کا رسم:

اسلام میں منگنی کا وہ تصور نہیں ہے جو عام مذہب میں ہے۔ لہذا انگوٹھی اور مٹھائی کی تقسیم کوئی لازم اور ضروری رسم نہیں۔ اسلام تو ہر چیز کو عبادت کے نقطہ نگاہ سے روا رکھتا ہے نہ کہ رسم ورواج کے تناظر میں۔ اگر بطور رسم ورواج ان کو کیا جائے پھر تو واجب الترک ہوتے ہیں جیسا کہ اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں؛

"غرض یہ سب خرافات واجب الترک ہیں"۔[20]

شادی کے لئے عمر کی حد بندی:

اور مذاہب میں کوئی کوئی تعین ہے۔ اسلام نے بلوغ کی شرط لگائی ہے اور ہر ملک اور علاقہ میں بلوغت کی حد مختلف ہے۔ اور کبھی کبھی رشتہ کرنے پر بھی بلوغ کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

شادی میں لڑکی پر جبر:

اسلام میں لڑکی کو خود مختار بنایا ہے اگر وہ بالغہ ہو تو ان کے والدین ان پر جبر اور زبردستی نہیں کر سکتے۔ باقی عام حالات میں والدین کی رضامندی کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اور ترجیح والدین کی وضاحت حضرت شاہ ولی اللہ نے یوں بیان کی ہے:

"نکاح میں تنہا عورت کی رائے جائز نہیں کیونکہ ان کی عقل میں نقص ہے ان کا غور وفکر نسبتاً زیادہ اہم نہیں۔ پھر مردوں کو عورتوں پر قوام بنایا گیا ہے۔ ارباب حل وعقد مرد ہی ہیں۔ پھر معاملہ ایسا ہے عورت کرے تو بے حیائی سے تعبیر ہو۔ دوسرے آشنائی اور نکاح میں تمیز کے لیے بیچ میں اولیاء کا ہونا ضروری ہے تا کہ اس کی شہرت ہو سکے۔ اس لیے عورت کو ولی کی رائے لینی چاہیے مگر ولی کو بھی یہ اختیار نہیں کہ صرف اپنی رائے سے عورت کی شادی کر دے اس لیے کہ معاملہ عورت کا ہے اور اپنا معاملہ جو خود عورت سمجھتی ہے مرد نہیں سمجھ سکتا۔ نفع ونقصان عورت کو پہنچنے والا ہے اس لیے حکم اس سے لینا چاہیے"[21]

ارکان نکاح؛

عام طور پر ایجاب و قبول ہی نکاح کے ارکان ہیں اور مہر نکاح کے شرائط میں ہے۔ البتہ ایجاب و قبول کے وقت گواہی کی موجودگی لازمی اور ضروری ہے۔

گواہ کی تعداد:

دو مرد اور ایک ایک مرد اور دو عورتوں کا ہونا لازمی ہے۔ جیسا کہ روایت ہے:

"ولا ینعقد النکاح المسلمین الا بحضور شاہدین[22]

آیت مداہنہ سے علماء نے نکاح کے گواہوں کا استدلال کیا ہے۔ چنانچہ آیت کریم میں ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ فَإِن كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ ۖ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ ۚ[23].

ترجمہ: اے ایمان والو! جب کسی مقرر مدت کے لیے تم آپس میں قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔۔۔ پھر اپنے مردوں میں سے دو آدمیوں کو اس پر گواہ بنالو۔ اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کو (گواہ بنالو) ان میں سے جو گواہی پر راضی ہوں تاکہ ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلادے۔

مہر کا تصور:

اسلام میں مہر در حقیقت اس مال کو کہتے ہیں جو شوہر اپنی بیوی کو بطور معاوضہ ادا کرتے ہیں بلکہ بضعہ کے عوض اور یہ لازمی اور ضروری شئ ہے۔ شوہر کو ادا کرنا لازم ہے۔ اسلام سے پہلے بھی نکاح میں مہر کے طور پر کچھ نہ کچھ دیا جاتا رہا ہے اور اسلام نے بھی اسی کو برقرار رکھا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا "[24]

ترجمہ: اور عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی کے ساتھ دیا کرو۔ پھر اگر وہ خود اپنی رضامندی سے اس میں سے کوئی چیز تمہیں چھوڑ دیں (یعنی کچھ حصہ معاف کر دیں) تو تم اس کو کھاؤ مزے سے خوشگواری سے۔

ایک جگہ ارشاد ہے:

" وَمَن لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ طَوْلًا أَن يَنكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم مِّن فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِكُم ۚ بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ ۚ فَانكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ "[25]

ترجمہ: اور جو کوئی تم میں سے اتنی مقدرت نہ رکھتا ہو کہ خاندانی مسلمان عورت سے شادی کر سکے تو وہ تمہاری ان مومنہ لونڈیوں میں سے کسی کے ساتھ نکاح کر لے جو تمہارے قبضہ میں ہوں۔۔۔ سو ان سے نکاح کو لو ان کے مالکوں کی اجازت سے اور انہیں ان کے مہر ادا کر و اچھے طریقے سے۔

اسی طرح احادیث میں بھی مہر کا وجوب ثابت ہوتا ہے:

حضرت ابی سلمہ بن عبد الرحمنؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا؛ رسول اللہ ﷺ نے (اپنے ازواج مطہراتؓ کا) کتنا مہر مقرر کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا؛ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ مقرر کیا تھا جو پانچ سو درہم بنتے ہیں۔

اسلام میں مہر کی اتنی اہمیت ہے کہ اس کے بغیر ہونے والے نکاح کو نبی کریم ﷺ منع فرمایا۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:

"ان رسول اللہ نہی عن الشغار والشغار ان یزوج الرجل ابنتہ علی ان یزوجہ الاخر ابنتہ لیس بینہما صداق"[26]

رسول اللہ ﷺ نے نکاح شغار سے منع فرمایا ہے، اور نکاح شغار یہ ہے کہ مرد اپنی بیٹی کا نکاح اس شرط پر کرے کہ وہ دوسرا شخص اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دے اور ان دونوں کے درمیان مہر کچھ نہ ہو۔

خطبہ نکاح:

اور مذاہب کی طرح اسلام میں بھی نکاح کے وقت ایک خطبہ پڑھایا جاتا ہے اور زوجین کے لئے دعائیں کی جاتی ہے۔ مسنون خطبہ کا متن درج ذیل ہے:

"الحمد للّٰہ۔۔۔ الحمدللّٰہ نحمده ونستعينه ونستغفروه ونومن به ونتوكل عليه ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا ومنسيئات اعمالنا، ومن يهده اللّٰہ فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له واشهد ان لا اله الا اللّٰہ واشهد ان محمداً عبده ورسوله۔ امام بعد فاعوذ باللّٰہ من الشيطن الرجيم، بسيم اللّٰہ الرحمن الرحيم"يا ايها الذين امنوا اتقوا اللّٰہ حق تقته ولا تموتن الا وانتم مسلمون (ال عمران) يا ايها الناس اتقوا ربكم الذى خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا كثيرا! ونساء وتقوا اللّٰہ الذى تساءلون به والارحام، ان اللّٰہ كان عليكم رقيباً (النسا) يا ايها الذين امنوا اتقوا اللّٰہ وقولوا قولاً سديداً، يصلح لكم اعمالكم ويغفرلكم ذنوبكم ومن يطع اللّٰہ ورسوله فقد فازفوزا عظيماً"[27]

"تمام صفات الوہیت اللہ کے لئے ہیں، کل تعریف اور شکر وسپاس اللہ کے لیے ہے۔ ہم اس کی حمد بیان کرتے ہیں اور اس سے مدد چاہتے ہیں اور اس سے بخشش ومغفرت طلب کرتے ہیں، اور اس پر ایمان لاتے ہیں، اور اس پر توکل کرتے ہیں اور ہم اللہ سے پناہ طلب کرتے ہیں اپنے نفوس کی شرارتوں سے اور اپنی بداعمالیوں سے۔ جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت سے نوازے تو اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے وہ گمراہ کر دے تو کوئی نہیں کہ جو اسے راہِ ہدایت پر لا سکے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ (اللہ) کے بندے اور اس (اللہ) کے رسول ہیں۔ اما بعد! میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود سے، میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اے ایمان والوں! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو جتنا کہ اس کے تقویٰ کا حق اور تمہیں ہرگز موت نہ آنے پائے مگر اسلام (یعنی فرمانبرداری) کی حالت میں (ال عمران) اے لوگو! اپنے اس رب تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا، اور ان دونوں سے پھیلا دیے (زمین مین) بہت سے مرد اور عورتیں۔ اور تقویٰ اختیار کرو اس اللہ کا جس کا تم ایک دوسرے کو واسطہ دیتے ہو (یعنی جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو) اور قریبی رشتہ داروں (کے معاملے) میں بھی اللہ سے ڈرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ

تم پر نگران ہے(النساء) اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سیدھی بات کہو۔ (اس طرح) اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو درست کر دے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ اور جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی پس تحقیق اس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی۔

دعوت ولیمہ:

ولیمہ " ول م" سے بنا ہے جو جمع ہونے کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے چونکہ اس میں میاں بیوی ملتے ہیں اور جمع ہوتے ہیں اس کے بعد جو دعوت دی جاتی ہے وہ ولیمہ مشہور ہوا۔

دعوت ولیمہ کے بارے میں جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ سنت ہے اور نبی کریم ﷺ کی بہت ساری احادیث اس کے بارے میں وارد ہوتا ہیں البتہ دعوت ولیمہ میں استطاعت اور قدرت کے موافق دعوت ہے نہ کہ استطاعت سے زائد۔

چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے شادی کی تو آپ ﷺ نے فرمایا"اولم ولو بشاۃً" ولیمہ کی دعوت کرو اگرچہ ایک بکری سے ہی کیوں نہ ہو" [28]

نبی کریم ﷺ نے اپنی ہر شادی کے موقع پر دعوت ولیمہ کا انتظام فرمایا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

"ما اولم النبیﷺ علی شئی من نسائہٖ ما اولم علی زینب اولم بشاۃ"[29]

نبی کریم ﷺ نے حضرت زینبؓ کے برابر اپنی کسی بیوی کا ولیمہ نہیں کیا کیونکہ وہ ایک بکری کا ولیمہ تھا۔

دوسری روایت بھی حضرت انسؓ ہی سے مروی ہے فرماتے ہیں؛

"ان رسول اللہﷺ اعتق صفیة وتزوجها وجعل عتقها صداقها واولم علیها بحیس"[30]

رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہؓ کو آزاد کیا اور آزادی ہی کو ان کا مہر بنا دیا اور ان کے ولیمہ میں مالیدہ کھلایا۔

شادی پر تحائف دینا:

شادی کے موقع پر تحائف دینا جائز ہے۔ جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

"حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار نبی کریم ﷺ دلہا بنے اور حضرت زینبؓ سے آپ کا نکاح ہوا۔ میری والدہ ام سلیمؓ مجھ سے کہنے لگیں کہ اس وقت اگر ہم اللہ کے رسول ﷺ کو کوئی تحفہ بھیجیں تو یہ بہت اچھا ہو گا۔ چنانچہ میری والدہ نے کھجور، گھی اور پنیر ملا کر حلوہ تیار کیا اور میرے ہاتھوں نبی کریم ﷺ کے گھر بھیجا۔[31]

حضرت خدیجہؓ نے اپنی بیٹی حضرت زینبؓ کی شادی کے موقع پر انہیں بطور تحفہ ایک قیمتی ہار دیا تھا"۔[32]

شادی کے موقع پر دعا دینا:

شادی کے موقع پر دعائیں اور مبارکی دینا جو اسلام میں جائز بلکہ مستحسن قرار ہے۔ چنانچہ روایات میں یہ دعا مذکور ہے:

"بارک اللہ لک وبارک علیکم وجمع بین کما فی خیرٍ"

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارے لئے بہتری کرے اور تم پر خیر وبرکت نازل فرمائے۔

اور تم دونوں (میاں بیوی) کے درمیان بھلائی پر اتفاق پیدا کرے۔[33]

باقی جتنے بھی رسوم ہیں:

مثلاً مائیوں بٹھانے کی رسم، تیل مہندی کی رسم، سہرا بندی کی رسم، سلامی دینے کی رسم، باج کا اہتمام وغیرہ یہ سب غیر شرعی ہے۔ بری دکھا، نیوندرل جوتا چھپائی کی رسم۔ دودھ پلانے کی رسم، شدبالا کا تصور، قرآن کے سائے دلہن کو رخصت کرنا، گود بٹھائی کی رسم، مکلاہ کی رسم۔

محرمات کا تصور اسلام میں:

دنیا کے تقریباً تمام مذاہب مین یہ قدر مشترک ہے کہ اپنے قریبی رشتہ داروں سے نکاح نہیں کرتے ہیں اور اسلام میں بھی ایسے محارم ہیں جن سے ابدی اور کچھ سے عارضی نکاح حرام ہیں۔

نسبی محرمات:

جو رشتے نسب کی وجہ سے حرام ہیں وہ قرآن کی روشنی میں یہ ہے

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي

فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَن تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا[34]

"حرام کر دی گئیں تم پر تمہاری مائیں، اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور تمہاری بھتیجیاں (یعنی بھائی کی لڑکیاں) اور تمہاری بھانجیاں (یعنی بہن کی لڑکیاں) اور متہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے اور تمہاری دودھ شریک بہنیں، اور تمہاری بیویوں کی مائیں (یعنی ساس) اور تمہاری ربیبائیں (بیوی کی وہ لڑکیاں جو سابق شوہر سے ہوں) جو تمہاری پرورش میں ہوں تمہاری ان بیویوں سے جن کے ساتھ تم صحبت کر چکے ہو اور اگر تم نے ان کے ساتھ صحبت نہیں کی (اور طلاق دے دی) تو تم پر کچھ گناہ نہیں (ان ربیباؤں کے ساتھ نکاح کرنے میں) اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری صلب سے ہوں (یعنی بہو) اور (یہ بھی تم پر حرام کر دیا گیا ہے) کہ تم بیک وقت دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرو۔ سوائے اس کے جو گزر چکا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

نسبی محرمات:

ماں، نانی، دادی، بیٹی، نواسی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، اور یہ ترتیب رضاعی رشتہ میں بھی ہے۔

سسرالی محرمات:

بیوی کی ماں، مدخولہ بیوی کی بیٹی، باپ کی بیوی، بیٹے کی بیوی۔

نسبی محرمات:

وہ محرمات جو عارضی ہوتے ہیں وہ سبب ختم ہو جائے تو نکاح جائز ہو گا۔

1. مرد کا اپنی سال سے نکاح کرنا۔
2. مرد کا بیوی کی خالہ، پھوپی، بھتیجی اور بھانجی۔

تعدد ازدواج:

اسلام میں تعدد ازدواج کی فطری اور عقلی فوائد کے موافق اجازت ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا [35]

ترجمہ: اور گر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیم بچیوں کے بارے میں انصاف نہیں کر سکو گے تو (انہیں اپنے نکاح میں نہ لاؤ بلکہ) جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کر لو دو دو، تین تین چار چار تک۔ لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ ان کے درمیان عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی پر بس کرو یا وہ عورتیں جو تمہاری ملک یمین ہوں۔ یہ اس سے قریب تر ہے کہ تم ایک ہی طرف کو نہ جھک پڑو۔

باقی مذاہب میں بھی تعدد ازدواج کا تصور ملتا ہے مگر اتنا واضح اور شفاف نہیں لیکن اسلام نے اس قانون کو بالکل واضح اور عدل کے ساتھ مشروط کیا ہے اور تعداد میں بھی صرف چار بیویوں تک کی اجازت دی ہے۔

ایک سے زائد شادیوں کے فوائد:

اسلام نے تعدد ازدواج کا حکم جاری کر کے لوگوں کو فحاشی اور بدکاری جیسے گناہوں سے دور کیا اور اس کے علاوہ بھی اس کے کئی فوائد ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

1. ایک سے زیادہ نکاح کرنے سے مختلف خاندانوں سے تعلقات پیدا ہوتے ہیں اور روابط میں اضافہ ہوتا ہے۔
2. زیادہ نکاح کرنا فطری تقاضا ہے اس لیے کہ عموماً لڑائیوں اور جنگوں میں مرد ہی کام آتے ہیں اور پھر مرد کم اور عورتیں زیادہ ہو جاتی ہیں۔ اس کا حل صرف یہی ہے کہ مردوں کو زیادہ نکاح کرنے کی اجازت دی جائے۔
3. بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اولاد پیدا نہیں ہوتی تو اب اس عورت کو طلاق دے کر اس کے والدین اور بھائیوں پر بوجھ بنانے سے بہتر ہے کہ مرد اس عورت کے ساتھ کسی اور عورت سے نکاح کر لے۔
4. عورت کو ہر ماہ حیض (Monthly maneses) کم از کم تین اور زیادہ سے زیادہ دس دنوں تک آتا ہے اور اس کے علاوہ ولادت کے وقت چالیس دن نفاس آتا ہے اور ان دنوں میں عورتوں سے فائدہ اٹھانا شرعاً جائز نہیں ہے۔ اب وہ مرد جسے بدکاری میں پڑ جانے کا خطرہ ہو تو وہ برائی سے بچنے کے لیے دوسرا بیاہ کر سکتا ہے۔

بیوہ کا نکاح:

اگر کسی عورت کے خاوند کا انتقال ہو جائے تو شریعت اسلامیہ نے پرانے تمام دقیانوسی خیالات کا خاتمہ کر کے اسے دوبارہ نکاح کی کھلی اجزات دے دی ہے۔ عدت گزارنے کے بعد اس کو اختیار ہے کہ وہ جس کو چاہے شادی کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوفٍ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ [36].

اور جو تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ عورتیں روکے رکھیں اپنے آپ کو چار ماہ دس دن تک۔ پس جب وہ اپنی اس مدت تک پہنچ جائیں (یعنی عدت گزار لیں) تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اس معاملے میں جو کچھ وہ اپنے بارے میں دستور کے مطابق کریں اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔

آج کل مسلم معاشرے میں بیوہ کے ساتھ جو ظلم و ستم رائج ہے اور ان سے نکاح کرتے ہیں جو عیب نکالتے ہیں یہ اسلام کے مزاج کے خلاف ہے۔ چنانچہ پروفیسر رفیع اللہ شہاب اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

"شریعت اسلامی نے بیوہ عورت کے بارے میں اس قسم کے خیالات کا خاتمہ کیا۔ خود رسول اللہ ﷺ نے انہی بیوہ عورتوں سے شادی کی اور صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کی تقلید کی۔ تمام اسلامی ادوار میں اس پر عمل ہوتا رہا تاہم برصغیر کا مسلم معاشرہ چونکہ ہندو رسم و رواج سے متاثر ہوا۔ اس لیے ہمارے ہاں ابھی تک بیوہ کے ساتھ نکاح کو پسندیدہ شمار نہیں کیا جاتا لیکن ان لوگوں کی بھی کمی نہیں جو اب بھی اس بارے میں اسلامی احکامات پر صدق دل سے عمل کراتے ہیں"۔[37]

مطلقہ کا نکاح ثانی:

اسلام میں ابغض المباح طلاق ہے۔ اگر زوجین کا آپس میں گزر بسر ناممکن ہو جائے تو یقیناً ان کے لئے جدا ہونا ہی بہتر ہوتا ہے۔ اس لیے اسلام نے ایسی صورت میں طلاق کی اجازت دی ہے۔ اگر کسی عورت کو طلاق دی گئی تو وہ مطلقہ کہلاتی ہے۔ اور مطلقہ عدت گزارنے کے بعد ہر آدمی سے نکاح کر سکتی ہے جو اس کے

لئے محارم نہ ہو۔ اس پر کوئی پابندی یا عیب کی بات نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ سَرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ۚ وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۚ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنزَلَ عَلَيْكُم مِّنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُم بِهِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (231 (وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ ۗ ذَٰلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ مِنكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۗ ذَٰلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ[38].

ترجمہ: اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے دو، پھر وہ اپنی عدت پوری کر لیں، تو مت آڑے آؤ اس میں کہ وہ عورتیں پھر نکاح کر لیں اپنے سابق ازواج سے جبکہ وہ آپس میں اچھے طریقے سے راضی ہو جائیں۔ یہ وہ چیز ہے جس کی نصیحت کی جارہی ہے تم میں سے اس کو جو واقعتاً اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔ یہی طریقہ تمہارے لیے زیادہ پاک اور زیادہ عمدہ ہے اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے اس آیت کا شان نزول بیان کر کے یہ واضح کر دیا کہ عورت کو نہ تو پہلا خاوند کہیں نکاح کرنے سے روک سکتا ہے اور نہ مطلقہ عورت کا ولی سے نکاح سے روک سکتا ہے۔

"ایک عورت کو اس کے خاوند نے ایک یا دو طلاق دی اور پھر عدت میں رجعت بھی نہ کی۔ جب عدت ختم ہو چکی تو دوسرے لوگوں کے ساتھ زوج اول نے بھی نکاح کا پیام دیا، عورت بھی اس پر راضی تھی مگر عورت کے بھائی کو غصہ آیا اور نکاح کو روک دیا۔ اس پر یہ حکم اترا کہ عورت کی خوشنودی اور بہبود کو ملحوظ رکھو۔ اسی کے موافق نکاح ہونا چاہیئے۔ اپنے کسی خیال اور ناخوشی کو دخل مت دو اور یہ خطاب عام ہے نکاح سے روکنے والوں سب کو خواہ زوج اول جس نے طلاق دی ہے وہ دوسری جگہ عورت کو نکاح کرنے سے روکے یا عورت کے ولی اور وارث عورت کو پہلے خاوند سے یا کسی دوسری جگہ نکاح کرنے میں مانع ہوں سب کو روکنے سے ممانعت آ گئی، ہاں اگر خلاف قاعدہ کوئی بات ہو مثلاً غیر کفو میں عورت نکاح کرنے لگے یا پہلے خاوند کی عدت کے اندر سی دوسرے سے نکاح کرنا چاہے تو بیشک ایسے نکاح سے روکنے کا حق ہے۔ بالمعروف فرمانے کا یہی مطلب ہے۔

سورہ الاحزاب میں حضرت زینب اور حضرت زیدؓ کا قصہ بیان ہوا ہے۔ پہلے ان دونوں کا نکاح ہو گیا، لیکن کسی وجہ سے ان میں نبھا نہیں ہو سکا تو حضرت زیدؓ نے حضرت زینب کو طلاق دے دی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت زینبؓ کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کر دیا:

فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا "[39]

ترجمہ: پھر جب زید نے ان سے (کوئی) حاجت (متعلق) نہ رکھی (یعنی ان کو طلاق دے دی) تو ہم نے ان کو آپ (محمد رسول اللہ ﷺ) کے نکاح میں دے دیا تاکہ مؤمنوں کے لیے ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویں (کے ساتھ نکاح کرنے کے بارے میں) کوئی تنگی نہ رہے جب وہ ان سے (اپنی) حاجت (متعلق) نہ رکھیں (یعنی طلاق دے دیں) اور اللہ تعالیٰ کا حکم واقع ہو کر رہنے والا ہے۔

ان آیات قرآنی اور نبی کریم ﷺ کے عمل سے معلوم ہوا کہ مطلقہ سے نکاح کرنے یا مطلقہ کا نکاح کرانے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ عورت کا فطرتی حق ہے اسلام ہر شخص کے فطرتی حق کی نہ صرف حفاظت کرتا ہے بلکہ اس کا ضامن بھی ہے۔

زنا اور حد زنا: زنا کی تعریف: بدائع الصنائع میں یہ تعریف لکھی ہے۔

"اما الزنا فهو اسم للوطئ الحرام فى قبل المراة الحية فى حالة الختيار فى دار العمل ممن التزم احكام الاسلام العارى عن حقيقة الملك وعن شبهه وعن حق المل وعن حقيقه النكاح وشبهة وعن الاشتباه فى موضوع الشتباه فى الملك والنكاح جميعاً"[40]

زنا اس حرام جماع کو کہتے ہیں جو دار الاسلام میں کسی بالغ مرد کی طرف سے زندہ عورت کی شرمگاہ میں حالت اختیار میں کیا جائے اور اس عورت سے مرد کا صحیح نکاح نہ ہوا ہو، نہ شبہ نکاح ہو اور نہ فاسد نکاح ہوا ہو۔

زنا کی حد: زانی کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک غیر شادی شدہ اور دوسرا شادی شدہ دونوں کی سزاؤں میں فرق ہے۔ غیر شادی شدہ کی سزا سو کوڑے ہیں۔ جیسا کہ قرآن میں ہے:

الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ "[41]

بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد (جب ان کی بدکاری ثابت ہو جائے تو) دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔ اور اگر تم اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو تو اللہ کے حکم (پورا کرنے) میں تمہیں ان پر ہرگز ترس نہ آئے اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود ہو"۔

شادی شدہ زانی کی سزا:

اگر شادی شدہ مرد یا عورت زنا جیسے قبیح فعل میں مبتلا ہیں تو اس کو رجم کی سزا دی جائے گی۔ جیسا کہ علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

"وقد اجماع الصحابةؓ ومن تقد م من السلف وعلماء الامة وائمه المسلمین علی ان المحصن یرجم بالحجارة حتی یموت"[42]

قاضی بیضاوی نے بھی یہی ذکر کیا ہے کہ کوڑے والی سزا غیر شادی شدہ کے لیے ہے اور جو محصن یعنی شادی شدہ ہے اس کے لیے رجم کی سزا ہے۔

"وهو حكم يخص بمن ليس بمحصن لما دل على ان حد المحصن هو الرجم"[43]

اس بحث سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اسلام ایک فطرتی دین ہے جس کے تمام احکامات انسان کی منشا کے مطابق ہیں۔ باقی مذاہب سے برعکس زنا کی سزا کا جو تصور اسلام نے پیش کیا ایسا تصور کسی مذہب یا معاشرہ میں نہیں ملتا۔

کنواروں کے لیے کوڑے اور شادی شدہ کے لیے رجم کی سزا اسلام کی اعلیٰ ظرفی کا ثبوت ہے۔ شادی شدہ کے لیے اس لیے اتنی سخت سزا رکھی ہے کیونکہ وہ جائز ذرائع سے بھی اپنی خواہش پوری کر سکتا تھا یا وہ دوسری شادی کر کے اپنی خواہش کی تسکین کر سکتا تھا، مگر اس نے جائز ذرائع کو چھوڑ کر ناجائز ذریعہ اختیار کیا اس لیے اس کو اتنی سخت سزا دی جا رہی ہے تا کہ باقی لوگ اس سے عبرت حاصل کریں۔

تقابلی جائزہ

ذیل میں بطور خلاصہ ادیان ثلاثہ کا تقابلی جائزہ کو پیش کیا جاتا ہے۔

یہودیت	عیسائیت	اسلام
نکاح جائز ہے اور مستحسن ہے۔	جائز ہے مگر پسندیدہ نہیں	جائز ہے اور بہت ضروری ہے
خطبہ نکاح متعین نہیں	متعین نہیں	متعین ہے
نکاح کا اختیار صرف والدین کو	صرف والدین کو	اولیاء اور لڑکی کو
گواہ کی تعداد نکاح میں دس	دس	دو مرد اور یا ایک مرد اور دو عورتیں
مہر کا مالک والدین	مہر کے مالک والدین	لڑکی خود
شہ بالا کا تصور ہے	شہ بالا کا تصور ہے	کوئی تصور نہیں
مہر کی مقدار چاندی کے پچاس مثقال	ایضاً	کم از کم دس دراھم زیادہ کوئی حد نہیں
منگنی کا تصور پایا جاتا ہے	پایا جاتا ہے	کوئی ضروری نہیں
انگوٹھی کی رسم موجود ہے	موجود ہے	کوئی ضروری نہیں ہے
منگنی کے لئے جنسی میلاپ کا ایک طریقہ رائج ہے	رائج نہیں	ممنوع ہے
شادی کی عمر لڑکی کے لیے بارہ سال، 18 سال	بارہ اور اٹھارہ	بلوغت
شادی کے دن روزہ رکھنا	کوئی نہیں	نہیں
شامیانہ ضروری ہے	نہیں	نہیں
دلہا دلہن کا شراب پینا	پایا جاتا ہے	ممنوع
گلاس توڑنے ک رسم پایا جاتا ہے	پایا جاتا ہے	جائز نہیں
شادی کے وقت سات چکر لگانا ضروری ہے	کوئی ضرورت نہیں	نہیں
محرمات کا تصور پایا جاتا ہے	پایا جاتا ہے	پایا جاتا ہے
تعدد ازدواج کی اجازت بلا تعین	پایا جاتا ہے	صرف چار تک
بیوہ اور مطلقہ سے نکاح ناجائز	ناجائز، صرف دیور کے ساتھ	جائز ہے
زنا کی سزا	زنا کی سزا	شادی شدہ کو رجم اور غیر شادی شدہ کو سو کوڑے

حواشی

[1]،(القرآن، النساء:۱)

[2](اسلام کا معاشرتی نظام، ڈاکٹر خالد علوی، ص ۱۳۴)

[3](بیان القرآن، ڈاکٹر اسرار احمد، جلد ۲، ص ۲۹۸)

[4] الحجرات ۱۳

[5] الاعراف ۲۱۔۲۲

[6](اسلام کا فوجداری قانون، عبد القادر، ص ۳۱)

[7](اداب شہریت، محمد عبد الرحمن، ص ۹۸،۹۹)

[8] النور۔ ۳۲

[9](بیان القرآن، اشرف علی تھانوی، ج ۸، ص ۷)

[10](صحیح بخاری، کتاب النکاح)

[11](سنن ابی داوٗد، کتاب النکاح"

[12](عورت قبل از اسلام، ضیاء الدین، ص ۱۶۴)

[13]۔(صحیح مسلم، کتاب النکاح)

[14](صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الدین)

[15](مسند احمد)

[16](صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا)

[17](شادی کا شرعی معیار، از اشرف علی تھانوی، ص ۴۲)

[18] البقرہ ۲۳۵

[19](صحیح بخاری، کتاب النکاح،)

[20](اصلاح الرسوم، اشرف علی تھانوی، ص ۵۶)

[21] حجۃ اللہ البالغہ، حضرت شاہ ولی اللہ، ج ۲،

[22](کتاب الھدایہ، از مرغینانی، کتاب النکاح، و، ۸۶)

[23](282((البقرہ: ۲۸۲)

[24](النساء)۴

[25]النساء25

[26]صحیح مسلم باب تحریم نکاح الشغار وبطلانہ1034/2

[27](الاحزاب:۷۰،۷۱) (الاحزاب)

[28](صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الولیمہ)

[29](صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الولیمہ)

[30](صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الولیمہ)

[31](بخاری، کتاب باب الھدیۃ للعروس)

[32](سیرت ھشام، جلد ۲)

[33](بخاری، کتاب النکاح، کیف بدع بتزوج)

[34]النساء25

[35](3) النساء

[36]۔(البقرہ240)

[37](عورتوں کے بارے میں قرآنی احکامات، پروفیسر رفیع اللہ شہاب، ص ۳۷)

[38]البقرۃ(232)

[39]الاحزاب(37)

[40](بدائع الصنائع از علامہ کاسانی جلد ۷، ص ۳۳، ۳۴)

[41](النور)۲

[42](روح المعانی از علامہ آلوسی، ص ۷۹، ۸۷)

[43](تفسیر بیضاوی، ص ۶۲)